ISLAMIC MEDICAL LEARNERS ASSOCIATION

مریض کی اجازت

(Consent)

مرتب کردہ

ISLAMIC MEDICAL LEARNERS ASSOCIATION

Islamic Medical Learners Association

www.imlaglobal.org

www.facebook.com/imlaglobal

Imlaglobal@gmail.com

0092 300 209 0718

Reviewed By

" ISMA " (Ikhlas Shariah Medical Advisory)

A project of Darulifta Al-ikhlas , Karachi.

مریض کی اجازت
(Consent)

فہرست

مرض یعنی بیماری کے درجات 2

اجازت کی اقسام 2

مریض کی اجازت 4

ولایت کا مفہوم 4

ولایت کی حکمت 5

ولایت کی اقسام 5

نفس اور مال پر ولایت کے اعتبار سے ولایت کی اقسام: 6

1۔نفس پر ولایت: 6

2۔مال پر ولایت: 7

علاج معالجے کی ولایت کس کو حاصل ہے؟ 8

سوالات وجوابات 10

Islamic Medical Learners Association

مریض کی اجازت
(Consent)

مریض کی اجازت(Consent)

مریض کی اجازت کی تفصیل جاننے سے پہلے تمہید کے طور پر کچھ باتوں کا جان لیناضروری ہے:

مرض یعنی بیماری کے درجات

مرض کے دو درجے ہیں:

1۔ ہر وہ مرض جس کے جاری رہنے میں موت یقینی نہ ہو، یا موت تو یقینی ہو، لیکن علاج سے افاقہ ظن یا وہم کے درجے میں ہو، یقینی اور قطعی نہ ہو، تو ایسے مرض کا علاج مباح اور مسنون ہے، واجب نہیں ہے، ایسے مرض کو"مرضِ غیر اضطراری" کہا جاسکتا ہے۔

2۔ ہر وہ مرض جس کا علاج نہ کیا جائے تو اس مرض یا سبب کی وجہ سے موت یقینی ہو اور علاج کرنے کے بعد کم از کم اس مرض یا سبب کی وجہ سے ہلاک نہ ہونا یقینی ہو، تو ایسے مرض کا علاج واجب ہے، اور ایسے مرض کو"مرضِ اضطراری" کہا جاسکتا ہے۔[1]

اجازت کی اقسام

اجازت کی دو قسمیں ہیں:

---

(1) كذا فى الهداية فى شرح بداية المبتدى (ج:4، ص:381، ط: دار احياء التراث العربى)
قال: "ولا بأس بالحقنة يريد به التداوى" لأن التداوى مباح بالإجماع

و كذا فى حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (ج:6، ص: 338، ط: دار الفكر)
فإن ترك الأكل والشرب حتى هلك فقد عصى؛ لأن فيه إلقاء النفس إلى التهلكة وإنه منهى عنه فى محكم التنزيل اه بخلاف من امتنع عن التداوى حتى مات إذ لا يتيقن بأنه يشفيه كما فى الملتقى وشرحه

و كذا فى الفتاوى الهندية (ج:5، ص:355، ط: دار الفكر)
اعلم بأن الأسباب المزيلة للضرر تنقسم إلى مقطوع به كالماء المزيل لضرر العطش والخبز المزيل لضرر الجوع وإلى مظنون كالفصد والحجامة وشرب المسهل وسائر أبواب الطب أعنى معالجة البرودة بالحرارة ومعالجة الحرارة بالبرودة وهى الأسباب الظاهرة فى الطب وإلى موهوم كالكى والرقية أما المقطوع به فليس تركه من التوكل بل تركه حرام عند خوف الموت وأما الموهوم فشرط التوكل تركه إذ به وصف رسول الله -صلى الله عليه وسلم وآله- المتوكلين وأما الدرجة المتوسطة وهى المظنونة كالمداواة بالأسباب الظاهرة عند الأطباء ففعله ليس مناقضا للتوكل بخلاف الموهوم وتركه ليس محظورا بخلاف المقطوع به بل قد يكون أفضل من فعله فى بعض الأحوال وفى حق بعض الأشخاص فهو على درجة بين الدرجتين

Islamic Medical Learners Association

مریض کی اجازت
(Consent)

1۔ صراحت کے ساتھ اجازت دینا: صراحت کے ساتھ اجازت دینے کا مطلب یہ ہے کہ باقاعدہ الفاظ میں بیان کر کے کسی شخص کو کسی کام کی اجازت دے دینا، جیسا کہ وکالت کے اندر مؤکل کسی کو وکیل بنا کر کسی کام کی اجازت دے دیتا ہے۔

2۔ بطورِ دلالت اجازت دینا: باقاعدہ الفاظ میں صراحت کے ساتھ اجازت نہ ہو، لیکن عرف میں اس کام کی اجازت سمجھی جاتی ہو۔[2]

---

(2) كذا في مجموع الفتاوى (ج:20، ص: 29، ط: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، لمدينة النبوية.

أن الإذن العرفي في الإباحة أو التمليك أو التصرف بطريق الوكالة: كالإذن اللفظي. فكل واحد من الوكالة والإباحة ينعقد بما يدل عليها من قول وفعل والعلم برضى المستحق يقوم مقام إظهاره للرضى. وعلى هذا يخرج مبايعة النبي.

وفيه ايضاً: (ج:11، ص: 427.

والإذن العرفي كالإذن اللفظي، ولهذا {بايع النبي صلى الله عليه وسلم عن عثمان في غيبته بدون استئذانه لفظاً} ولهذا لما دعاه أبو طلحة ونفرا قليلا إلى بيته قام بجميع أهل المسجد لما علم من طيب نفس أبي طلحة وذلك لما يجعله الله من البركة. وكذلك حديث جابر. وقد ثبت أن لحاما دعاه فاستأذنه في شخص يستتبعه؛ لأنه لم يكن يعلم من طيب نفس اللحام ما علمه من طيب نفس أبي طلحة وجابر وغيرهما وكذلك قتل الغلام كان من باب دفع الصائل على أبويه لعلمه بأنه كان يفتنهما عن دينهما وقتل الصبيان يجوز إذا قاتلوا المسلمين بل يجوز قتلهم لدفع الصول على الأموال؛ فلهذا ثبت في صحيح البخاري أن نجدة الحروري لما سأل ابن عباس عن قتل الغلمان قال: "إن كنت تعلم منهم ما علمه الخضر من الغلام فاقتلهم وإلا فلا تقتلهم ". وكذلك في الصحيحين {أن عمر لما استأذن النبي صلى الله عليه وسلم في قتل ابن صياد وكان مراهقا لما ظنه الدجال فقال: إن يكنه فلن تسلط عليه وإن لم يكنه فلا خير لك في قتله} فلم يقل إن يكنه فلا خير لك في قتله بل قال: {فلن تسلط عليه}.

وكذا في مجلة الأحكام العدلية (ص:146، ط: نور محمد.)

(المادة 772) الإذن دلالة كالإذن صراحة. بيد أنه عند وجود النهي صراحة لا اعتبار بالإذن دلالة. مثلا إذا دخل رجل بيت آخر فهو مأذون دلالة بشرب الماء بالإناء المخصوص له. وإذا سقط من يده وهو يشرب وانكسر لا يلزم الضمان. ولكن إذا أخذه بيده مع أن صاحب البيت نهاه بقوله: لا تمسه فسقط وانكسر يصير ضامنا.

Islamic Medical Learners Association

مریض کی اجازت
(Consent)

مریض کی اجازت

مرض کے درجات اور اجازت کی اقسام کے بعد سمجھ لیناچاہئے کہ اگر مرض غیر اضطراری ہے اور مریض عاقل، بالغ اور ذی ہوش ہے، تو تمام معاملات میں (خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے) اس سے اجازت لیناضروری ہے، البتہ اجازت صراحتاً بھی ہوسکتی ہے اور دلالتاً بھی، اور مریض کا معالج سے علاج معالجہ کی درخواست کرنا چھوٹے معاملات کے لئے دلالتاً اجازت ہے، البتہ بڑے معاملات کے لئے صراحتاً اجازت ضروری ہوگی، نیز دلالتاً اجازت اس وقت معتبر ہوگی جب مریض صراحتاً منع نہ کررہاہو، لہٰذا اگر مریض صراحتاً کسی علاج کے طریقہ سے منع کررہاہو، تو مریض کے فقط معالج کے پاس آجانے کو دلالتاً اجازت سمجھ کر زبردستی نہیں کی جاسکتی۔

لیکن اگر مریض بچہ، مجنون یا بے ہوش ہے، تو اس میں اجازت کا اختیار اس کے اولیاء کو ہے (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے)، اس میں بھی ولی کا ان مریضوں کو معالج کے پاس لانا، چھوٹے معاملات کے حق میں دلالتاً اجازت ہے، جبکہ بڑے معاملات میں صراحتاً اجازت ضروری ہوگی۔

اور اگر مرض اضطراری (جس میں علاج واجب ہوتا ہے) ہے، تو شریعت کے عمومی قواعد کے پیشِ نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر معالج زبردستی کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو مریض کی کم از کم جان بچانے کی حد تک علاج معالجہ کرسکتا ہے، خواہ بالغ مریض خود یا اس کا ولی انکار ہی کیوں نہ کررہے ہوں، لیکن یہ اس صورت میں ہوگا، جب علاج نہ کرنا خودکشی کے مترادف ہو۔[3]

ولایت کا مفہوم

Islamic Medical Learners Association

لغت کے اعتبار سے ولایت کی اصل "ولی" ہے، ولی کہتے ہیں "کل من ولی أمر آخر فهو وليه (مقاييس اللغة، ج:6، ص:141، ط:دار الفكر) "یعنی جو شخص کسی دوسرے کا کام سرانجام دے، البتہ فقہاءِ کرام کی

---

(3) كذا فى القرآن المجيد [المائدة: 32]

{مَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا}

و كذا فى صحيح مسلم (ج:1، ص:69، ط: دار احياء التراث العربى-)

78-(49) حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا وكيع، عن سفيان، ح وحدثنا محمد بن المثنى، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة كلاهما، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب -وهذا حديث أبي بكر- قال: أول من بدأ بالخطبة يوم العيد قبل الصلاة مروان. فقام إليه رجل، فقال: الصلاة قبل الخطبة، فقال: قد ترك ما هنالك، فقال أبو سعيد: أما هذا فقد قضى ما عليه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان».

مریض کی اجازت
(Consent)

اصطلاح کے مطابق "ولایت" کہتے ہیں "والولایة تنفیذ القول علی الغیر ...شاء أو أبی (الدر المختار، ج:3، ص:55، ط:دار الفکر) " یعنی کسی دوسرے پر اپنی بات کو مسلط یا نافذ کرنا، خواہ اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔

ولایت کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ مولیٰ علیہ (یعنی جس پر ولایت ثابت ہو گی) نابالغ، غلام یا مجنون (مسلسل بے ہوش شخص بھی معنوی طور پر مجنون معلوم ہوتا ہے) ہو۔

اسی طرح ولی میں ثبوتِ ولایت کے چار اسباب ہیں: 1۔قرابت (خاص رشتہ داری)، 2۔ملک (غلام کی ملکیت)، 3۔ولاء (ولاء الموالاۃ یا ولاء العتاقہ)، 4۔امامت (یعنی حاکم یا اس کا مجاز کوئی شخص یا ادارہ یا وہ جس کو ولایت سپرد کر دے)، ولی بننے کے لئے ان چار میں سے کسی ایک سبب کا پایا جانا ضروری ہے، ہمارے مسئلہ سے متعلق صرف قرابت اور امامت ہیں۔(4)

ولایت کی حکمت

ثبوتِ ولایت کی حکمت مولیٰ علیہ (یعنی جس پر ولایت ثابت ہو گی) کی جان اور مال کا تحفظ ہے، لہٰذا علاج معالجہ کی وہ تمام صورتیں، جن میں مولیٰ علیہ (یعنی جس پر ولایت ثابت ہو گی) کی جان یا عضو کی حفاظت یا شدتِ مرض سے بچاؤ کا یقین یا غالب گمان ہو، تو ایسے مواقع پر ولی کو مولیٰ علیہ کے علاج معالجہ میں فیصلہ کرنے کی شرعاً اجازت ہو گی، حتیٰ کہ اگر مولیٰ علیہ کو نقصان ہو گیا، تب بھی ولی ضامن نہ ہو گا۔

ولایت کی اقسام

مولیٰ علیہ پر ثبوتِ ولایت کے اسباب تو غلامی (الرق)، نابالغ یا پاگل (مسلسل بے ہوش بھی اس میں داخل ہے) ہونا ہیں، البتہ ان کا ولی کون ہو گا؟ مختلف ابواب میں ولی بننے کا حق مختلف لوگوں کو ہو سکتا ہے، لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں اولیاء کی ترتیب اور ان کے اختیارات ایک جیسے ہوں۔ اہم ابواب میں اولیاء کی ترتیب ذیل میں بیان کی جا رہی ہے۔

ولایت کبھی عام ہوتی ہے اور کبھی خاص: ولایتِ عام وہ ہے، جو حاکمِ وقت یا اس کے نائب کو اس کی رعایا اور ماتحتوں پر حاصل ہوتی ہے، جبکہ ولایتِ خاص وہ ہے، جو کسی مخصوص فرد تک محدود ہوتی ہے۔

ولایت کی مختلف تقسیمات کی جاتی ہیں، ان میں سے ایک تقسیم کے اعتبار سے ولایت کی دو قسمیں ہیں:

---

(4) کذا فی الدر المختار (ج:3، ص:55، ط:دار الفکر)
(والولایة تنفیذ القول علی الغیر) تثبت بأربع: قرابة، وملك، وولاء، وإمامة (شاء أو أبی)

مریض کی اجازت
(Consent)

نفس اور مال پر ولایت کے اعتبار سے ولایت کی اقسام:

1۔ نفس پر ولایت:

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کو دوسرے کی ذات اور نفس سے متعلق امور وافعال سرانجام دینے کا اختیار حاصل ہو، جیسے اس کا نکاح کرانا، اس کو تعلیم دلوانے یا کوئی پیشہ سکھانے سے متعلق امور سرانجام دینا وغیرہ۔

ولایتِ نفس کی ذیلی تین اقسام ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(1)۔ ولایۃ الحضانۃ (پرورش کی ولایت):

ولادت کے بعد ایک خاص عرصے تک بچوں کی پرورش کا حق، جو اولاً خواتین کو حاصل ہوتا ہے

اولیاء کی ترتیب: ماں، نانی، دادی، سگی بہن، خیفی (ماں شریک) بہن، علاتی (باپ شریک) بہن۔۔۔الخ (اس میں اصل عورتیں ہیں)[5]

(2)۔ ولایۃ الکفالۃ (خرچہ اٹھانے کی ولایت): حضانت (پرورش) کی مدت ختم ہونے کے بعد اولیاء کو یہ حق بلوغ تک حاصل رہتا ہے۔

اس بارے میں اولیاء کی ترتیب یہ ہے: باپ، پھر دادا، پھر دادا سے اوپر کے آباء، پھر سگا بھائی، پھر علاتی (باپ شریک) بھائی، پھر سگے بھائی کا بیٹا، پھر علاتی بھائی کا بیٹا۔۔۔الخ (اس ولایت میں اصل مرد ہیں)۔[6]

---

(5) كذا في بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (ج:4، ص:41، ط:دار الكتب العلمية)

فأحق النساء من ذوات الرحم المحرم بالحضانة الأم؛ لأنه لا أقرب منها ثم أم الأم ثم أم الأب؛ لأن الجدتين وإن استويتا في القرب لكن إحداهما من قبل الأم أولى.

وهذه الولاية مستفادة من قبل الأم فكل من يدلى بقرابة الأم كان أولى؛ لأنها تكون أشفق ثم الأخوات فأم الأب أولى من الأخت؛ لأن لها ولادا فكانت أدخل في الولاية وكذا هي أشفق، وأولى الأخوات الأخت لأب وأم ثم الأخت لأم ثم الأخت لأب؛ لأن الأخت لأب وأم تدلى بقرابتين فترجح على الأخت لأم بقرابة الأب وترجح الأخت لأم؛ لأنها تدلى بقرابة الأم فكانت أولى من الأخت لأب، واختلفت الرواية عن أبي حنيفة في الأخت لأب مع الخالة أيتهما أولى؟ روى عنه في كتاب النكاح أن الخالة أولى وهو قول محمد وزفر...الخ

(6) كذا في بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (ج:4، ص:43، ط:دار الكتب العلمية)

وأما التي للرجال فأما وقتها فما بعد الاستغناء في الغلام إلى وقت البلوغ وبعد الحيض في الجارية إذا كانت عند الأم أو الجدتين وإن كانا عند غيرهن فما بعد الاستغناء فيهما جميعا إلى وقت البلوغ لما ذكرنا من المعنى وإنما توقت هذا الحق إلى وقت بلوغ الصغير والصغيرة؛ لأن ولاية الرجال على الصغار والصغائر تزول بالبلوغ كولاية المال غير أن الغلام إذا كان غير مأمون عليه فللأب أن يضمه إلى نفسه ولا يخلى سبيله كي لا يكتسب شيئا عليه وليس عليه نفقته إلا أن يتطوع فأما إذا بلغ عاقلا واجتمع رأيه واستغنى عن الأب وهو مأمون عليه؛ فلا حق للأب في إمساكه كما ليس له أن يمنعه من ماله فيخلى سبيله فيذهب حيث شاء والجارية إن كانت ثيبا وهي غير مأمونة على نفسها لا يخلى سبيلها ويضمها إلى نفسه وإن كانت مأمونة على نفسها؛ فلا حق له فيها ويخلى سبيلها وتترك حيث أحبت وإن كانت بكرا لا يخلى سبيلها وإن كانت مأمونة على نفسها؛ لأنها مطمع لكل طامع ولم تختبر الرجال فلا يؤمن عليها الخداع.

وأما شرطها فمن شرائطها العصوبة فلا تثبت إلا للعصبة من الرجال ويتقدم الأقرب فالأقرب الأب ثم الجد أبوه وإن علا ثم الأخ لأب وأم ثم الأخ لأب ثم ابن الأخ لأب وأم ثم ابن الأخ لأب ثم العم لأب وأم ثم العم لأب ثم ابن العم لأب وأم ثم ابن العم لأب، إن كان الصبي غلاما وإن كانت جارية فلا تسلم اليه؛ لأنه ليس بمحرم منها؛ لأنه يجوز له نكاحها فلا يؤمن عليها.

Islamic Medical Learners Association

مریض کی اجازت
(Consent)

(3)۔ولایۃ النکاح (نکاح کرانے کی ولایت): اس بارے میں اولیاء کی ترتیب یہ ہے: باپ، پھر دادا، پھر اوپر کے آباء، پھر سگا بھائی، پھر علاتی (باپ شریک) بھائی۔۔۔ پھر مولیٰ العتاقہ (آزاد کرنے والا آقا)، ذوی الارحام (ماں، بیٹی۔۔۔الخ)۔۔۔ مولی الموالاۃ، اور قاضی، البتہ باپ یا دادا کے کیئے گئے نکاح میں صغیر (چھوٹا بچہ) صغیرہ (چھوٹی بچی) کو بالغ ہونے کے بعد نکاح کو فسخ کرنے کا حق نہ ہوگا۔

2۔مال پر ولایت:

اس ولایت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کو دوسرے کے مال پر ولایت حاصل ہو، جیسے اس کے مال کی حفاظت کرنا، اس میں کوئی تصرف اور عقد کرنا اور اس کو خرچ کرنا وغیرہ۔

اس بارے میں اولیاء کی ترتیب یہ ہے: مال کا ولی باپ ہے، اگر وہ نہ ہو تو پھر اس کا مقرر کردہ وصی (نگران) ہے، پھر دادا، پھر اس کا وصی، پھر قاضی ہے، اور قاضی نہ ہونے کی صورت میں وہ شخص ہے جسے شہر کے معتبر لوگ متولی بنادیں، وہی ولی کے قائم مقام ہوگا، البتہ ماں، بھائی اور چچا کو اس کے مال کی حفاظت اور اس کے کھانے اور لباس وغیرہ کی ضروریات خریدنے کی اجازت ہے، بشرطیکہ معذور ان کی پرورش میں ہو۔

Islamic Medical Learners Association

وأما شرطها فمن شرائطها العصوبة فلا تثبت إلا للعصبة من الرجال ويتقدم الأقرب فالأقرب الأب ثم الجد أبوه وإن علا ثم الأخ لأب وأم ثم الأخ لأب ثم ابن الأخ لأب وأم ثم ابن الأخ لأب ثم العم لأب وأم ثم العم لأب ثم ابن العم لأب وأم ثم ابن العم لأب. إن كان الصبى غلاما وإن كانت جارية فلا تسلم إليه؛ لأنه ليس بمحرم منها؛ لأنه يجوز له نكاحها فلا يؤمن عليها.

وأما الغلام فإنه عصبة وأحق به ممن هو أبعد منه ثم عم الأب لأب وأم ثم عم الأب لأب ثم عم الجد لأب وأم ثم عم الجد لأب. ولو كان لها ثلاثة إخوة كلهم على درجة واحدة بأن كانوا كلهم لأب وأم أو لأب. أو ثلاثة أعمام كلهم على درجة واحدة؛ فأفضلهم صلاحا وورعا أولى فإن كانوا فى ذلك سواء؛ فأكبرهم سنا أولى بالحضانة فإن لم يكن للجارية من عصباتها غير ابن العم اختار لها القاضى أفضل المواضع؛ لأن الولاية فى هذه الحالة إليه فيراعى الأصلح فإن رآه أصلح؛ ضمها إليه وإلا فيضعها عند امرأة مسلمة أمينة وكل ذكر من قبل النساء فلا حق له فى الولد مثل الأخ لأم والخال وأبى الأم لانعدام العصوبة الخ

مریض کی اجازت
(Consent)

مجموعی طور پر ولایت کی بنیادی اقسام ولایتِ نفس اور ولایت مال ہیں، اور مریض کی تداوی (دوادارو) اور علاج سے متعلق ولی کا تصرف اور فیصلہ "ولایتِ نفس" کے قبیل سے ہے، جبکہ تداوی (دوادارو) اور علاج کے سلسلے میں اخراجات سے متعلق تصرف "ولایتِ مال" کے قبیل سے ہے۔[7]

علاج معالجے کی ولایت کس کو حاصل ہے؟

اس بارے میں فقہاءِ کرام رحمہم اللہ کے کلام میں واضح طور پر ایسی ترتیب نہ مل سکی، جس میں ولایتِ نکاح یا ولایتِ حضانت (پرورش) کی طرح علاج معالجے کی ولایت کی بھی ترتیب بیان کی گئی ہو، البتہ مختلف جزئیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ولایتِ معالجہ کو ولایتِ نفس، اور ولایتِ نفس کی ذیلی قسم "ولایتِ حضانت اور ولایت الکفالۃ" میں شامل کرنا قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے، کیونکہ تصرف مولیٰ علیہ (یعنی جس پر ولایت ثابت ہو گی) کی ذات سے متعلق ہے، لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات خاص حالات میں مرض کی نوعیت اور علاج کے اخراجات کا کسی دوسرے پر واجب ہونے کی بناء پر ممکن ہے کہ بچہ کسی کی حضانت (پرورش) میں ہو، جبکہ علاج کے فیصلے کا حق کسی دوسرے کو ہو۔۔۔واللہ اعلم

تاہم مختلف جزئیات سے درج ذیل امور مستفاد ہوتے ہیں۔

(الف): اگر میاں بیوی دونوں ساتھ رہ رہے ہیں، تو بچوں کے علاج معالجے کے فیصلے کا حق ان کو حاصل ہے، اس میں بھی چونکہ والد کی شفقت اور رائے کامل ہوتی ہے، اس لئے اس کو ترجیح حاصل ہو گی، بشرطیکہ وہ فیصلہ بدیہی طور پر بچوں کی مصلحت کے خلاف نہ ہو۔[8]

Islamic Medical Learners Association

---

(7) كذا في الموسوعة الفقهية الكويتية (ج:27، ص:23، ط:وزارة الأوقاف..الكويت)

أ-الولاية على النفس:

20-يقوم الولي بمقتضاها بالإشراف على شؤون الصغير الشخصية، مثل: التأديب والتعليم والتطبيب إلى آخر ما يتعلق بذلك من أمور، وكذا تزويج الصغير والصغيرة؛ فالتزويج من باب الولاية على النفس.

ب-الولاية على المال:

21-يقوم الولي بمقتضاها بالإشراف على شؤون الصغير المالية: من إنفاق، وإبرام عقود، والعمل على حفظ ماله واستثماره وتنميته

(8) كذا في الفتاوى الهندية (ج:5، ص:360، ط:دار الفكر)

رجل أو امرأة قطع الإصبع الزائدة من ولده قال بعضهم لا يضمن ولهما ولاية المعالجة وهو المختار ولو فعل ذلك غير الأب والأم فهلك كان ضامنا والأب والأم إنما يملكان ذلك إذا كان لا يخاف التعدي والوهن في اليد كذا في الظهيرية.

مریض کی اجازت
(Consent)

(ب): ماں کو مال کی ولایت اگرچہ حاصل نہیں ہے،اور نکاح کرانے کی ولایت بھی عصبات کی عدم موجودگی میں حاصل ہے، لیکن اسے ولایۃ التداوی(دوادارواور علاج معالجے کی ولایت) حاصل ہے، یعنی اگر ماں نے بچے کو بغیر تعدی کے پچھنا لگایا یا ختنہ کیا اور وہ ہلاک ہو گیا تو ماں پر ضمان نہیں آئے گا،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کو بھی علاج معالجے کی ولایت حاصل ہے۔[9]

(ج): بچہ جس قریبی رشتہ دار (مرد یا عورت) کی پرورش میں ہو،اس کو بھی علاج معالجہ کے متعلق فیصلہ کرنے کی اجازت ہوتی ہے (جبکہ والدین میں سے کوئی نہ ہو یا ان سے رابطہ ممکن نہ ہو یا وہ ان معاملات سے بالکل لاتعلق ہو گئے ہوں)، بشر طیکہ وہ فیصلہ بدیہی طور پر بچوں کی مصلحت کے خلاف نہ ہو۔

والد، والد کے وصی، دادا، دادا کے وصی اور ماں کو یہ حق مطلقاً ہوتا ہے، خواہ بچہ ان کی پرورش میں ہو یا نہ ہو، جبکہ چچا، ماموں اور ان کے وصی کو یہ حق اس وقت حاصل ہوتا ہے، جبکہ بچہ ان کے زیرِ پرورش ہو، البتہ ماں کے وصی کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا، اگرچہ بچہ اس کے زیرِ پرورش ہی کیوں نہ ہو، ان میں سے اگر کوئی بھی نہ ہو، تو حاکم یا اس کے مجاز ادارے / شخص کو اختیار ہو گا، اس سلسلے میں قانون سازی کروالینا بہتر معلوم ہوتی ہے۔[10]

لہٰذا نابالغ (خواہ سمجھدار ہو یا مجنون) اور بالغ (جو حالتِ جنون میں بالغ ہوا ہو) کے علاج معالجہ کے لئے اولیاء کی مندرجہ ذیل ترتیب مناسب معلوم ہوتی ہے:

"باپ، پھر ماں، پھر باپ کا وصی، پھر دادا، پھر دادا کا وصی (خواہ بچہ ان کی پرورش میں ہو یا نہ ہو)، پھر نکاح/حضانۃ/کفالۃ کے اولیاء (بشر طیکہ بچہ ان کی پرورش میں ہو)، پھر ان کے بعد ولایت قاضی یا اس کی طرف سے کسی بھی مجاز کے سپرد ہو گی اور اس میں شرائط بھی وہ معتبر ہوں گی جو قاضی یا اس کا مجاز متعین کرے۔"

Islamic Medical Learners Association

---

(9) كذا فی الفتاوی الهندية (ج:5،ص:357،ط:دار الفكر)

وللأب أن يختن ولده الصغير ويحجمه ويداويه و كذا وصی الأب وليس لوصی الخال والعم أن يفعل ذلك إلا أن يكون فی عياله فإن مات فلا ضمان عليه استحسانا و كذلك إن فعلت الأم ذلك كذا فی السراج الوهاج.

(10) كذا فی الفتاوی الهندية (ج:5،ص:357،ط:دار الفكر)

وللأب أن يختن ولده الصغير ويحجمه ويداويه و كذا وصی الأب وليس لوصی الخال والعم أن يفعل ذلك إلا أن يكون فی عياله فإن مات فلا ضمان عليه استحسانا و كذلك إن فعلت الأم ذلك كذا فی السراج الوهاج. وفی واقعات الناطفی ليس لوصی العم والخال شیء من ذلك وإن كان فی حجره كذا فی التمرتاشی. والجد ووصی الجد بمنزلة الأب ولا يجوز ذلك لوصی الأم وإن كان فی حجره كذا فی فتاوی قاضی خان والملتقط. إذا حجمه أو ختنه أو ربط قرحته فهو ضامن لأنه ليس بولی كذا فی الحاوی للفتاوی.

مریض کی اجازت
(Consent)

البتہ اگر عاقل اور بالغ شخص مجنون یا مسلسل بے ہوش ہو جائے، تو اس پر ولایت صرف اور صرف باپ کو حاصل ہو گی، اس کے بعد قاضی یا اس کے مجاز کو حاصل ہو گی۔[11]

سوالات و جوابات

سوال نمبر 1: اگر حالتِ اضطراری (Emergency Condition) ہو، یعنی ایسی صورتحال ہو، جہاں معالج کے پاس اتنا موقع نہ ہو کہ وہ مریض یا اس کے ولی یا اس کے کسی متعلق شخص سے علاج معالجہ کی اجازت طلب کر سکے، کیونکہ اجازت لینے یا ولی کا انتظار کرنے میں مریض کے مرنے یا معذور ہونے یا اس کے کسی عضو کے تلف یا ناکارہ ہونے یا بیماری میں شدت آنے کا قوی اندیشہ ہو، نیز اسی طرح جس صورت میں مریض سے اجازت لینا ممکن نہ ہو یا مریض اجازت دینے کا اہل نہ ہو اور مریض کا ولی بھی معلوم نہ ہو اور نہ ہی اس سے رابطہ کی کوئی ممکنہ صورت ہو، تو کیا ایسی صورتوں میں معالج اجازت کے بغیر مریض کا علاج کر سکتا ہے؟

جواب: ایسی صورتوں میں اولاً تو مریض یا اس کے ولی (بچے/مجنون کی صورت میں) کی طرف سے دلالتاً اجازت ہوتی ہے، اس لئے اس کا علاج کیا جا سکتا ہے، تاہم زیادہ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت یا اس کے کسی مجاز ادارے سے اس بارے میں کوئی قانون سازی کروالی جائے، کیونکہ حاکم کو بھی ولایت حاصل ہوتی ہے، تاہم ایسی صورتوں میں صرف انتہائی اہم امور (یعنی ہلاکت کا خوف، عضو کا تلف ہونا یا بیماری کی شدت) کے لئے حتی الامکان کم سے کم اخراجات کئے جائیں۔[12]

سوال نمبر 2: حکومت یا ریاست کی طرف سے معالج کسی مخصوص بیماری کے علاج کا پابند ہو، چاہے مریض اس علاج پر رضامند ہو یا نہ ہو، تو کیا ایسی صورت میں معالج کے لیے اجازت لینا ضروری ہے؟

جواب: حاکم کو بھی ولایت حاصل ہوتی ہے، لیکن اوّل تو یہ ولایت اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب مریض خود اجازت دینے کا اہل نہ ہو یا اس کے ولی سے اجازت لینے کا امکان نہ ہو، اسی طرح حاکم کے احکام کی پابندی بھی اس وقت واجب ہے کہ جب وہ کسی مصلحت پر مبنی ہوں، کیونکہ آج کل بہت سے امراضِ غیر اضطراریہ (جن کی

---

(11) كذا فی فتاوی قاضیخان (ج:1، ص:176)

وإذا بلغ عاقلا ثم جن أو صار معتوها هل تعود ولاية الأب فی المال والنفس اختلفوا فيه قال أبو بكر البلخی رحمه الله تعالى لا تعود فی قول أبی يوسف رحمه الله تعالى وتكون الولاية للسلطان وقال محمد رحمه الله تعالى تعود ولاية الأب فی المال والنفس استحسانا وقال محمد بن إبراهيم الميدانی رحمه الله تعالى عندنا تعود ولاية الأب وعلى قول زفر رحمه الله تعالى تثبت الولاية للسلطان وأما إذا جن الأب أو صار معتوها هل يكون للابن ولاية التصرف فی ماله ونفسه فهو على الاختلاف الذی ذكرنا فی الابن

(12) كذا فی المبسوط للسرخسی (ج:10، ص:219، ط: دار المعرفة - بيروت)

ولأن من لا يعرف له ولی فالإمام وليه كما قال - صلى الله عليه وسلم - «السلطان ولی من لا ولی له»

Islamic Medical Learners Association

مریض کی اجازت
(Consent)

تعریف شروع میں ذکر کی گئی ہے) میں حکومت کی جانب سے زبردستی علاج وغیرہ کی مہم چلائی جاتی ہے، حالانکہ یہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ مرضِ غیر اضطراری میں علاج فقط مستحب یا مسنون ہے، اس لئے معتدل رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی مریض یا معالج کسی مشقت میں مبتلا ہوئے بغیر اس طرح کی مہم کا حصہ نہیں بنتا، تو یہ شرعاً درست ہے، اور اگر حصہ نہ بننے میں مشقت کا اندیشہ ہو، تو پھر یہ کام کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اور اگر علاج کی یہ مہم یقینی یا ظنِ غالب کے طور پر عوام کے لئے فائدہ مند ہو (اور حصہ نہ بننے کی صورت میں نقصان ہوتا ہو)، تو اس کا حصہ بننا شرعاً بھی ضروری ہو گا۔ ([13])

سوال نمبر 3: ایسے مریض جو اجازت دینے کے اہل نہ ہوں اور ان کے اولیاء ان سے لاپرواہی برتتے ہوں اور خیال نہ کرتے ہوں یا کسی وجہ سے ان کا حقِ ولایت ختم ہو جائے، تو ایسی صورت میں وہ ادارے جو حکومت وریاست کی طرف سے یا حکومت کی اجازت سے، ایسے لوگوں کی صحت کی حفاظت اور علاج معالجہ کے لیے بنائے گئے ہوں یا عدالت کی طرف سے کوئی شخص یا ادارہ ایسے مریضوں کا Care taker مقرر کیا گیا ہو، تو کیا اس صورت میں بھی علاج معالجہ کے لیے ان کے ولی کی اجازت ضروری ہے یا ان اداروں یا اشخاص یا ان کی Decision committee کی اجازت بھی معتبر ہے؟ جیسے وہ مریض جو کسی Old age home میں رہتے ہوں۔

جواب: بنیادی اصول تو یہی ہے کہ ولی کی موجودگی میں حاکمِ وقت یا حکومت کو ولایت حاصل نہیں ہوتی، لیکن بعض فقہی جزئیات ایسے بھی ملتے ہیں کہ جب ولی کا فیصلہ واضح طور پر مولیٰ علیہ (یعنی جس پر ولایت ثابت ہوگی) کی مصلحت کے خلاف ہو، تو حاکم کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے مولیٰ علیہ (یعنی جس پر ولایت ثابت ہوگی) کے حق میں فائدہ مند چیز کو نافذ کرے، اس لئے اس صورت میں سب سے بہتر یہی ہے کہ حکومت یا اس کے مجاز اداروں سے قانون سازی کروالی جائے، البتہ ان اداروں کی اجازت صرف اور صرف مریض کے علاج معالجے اور صحت وغیرہ جیسے امور سے متعلق ہو گی۔ ([14])

---

(13) كذا فی تكملة فتح الملهم (ج:3، ص:323، ط: مكتبة دار العلوم كراتشی)

المسلم يجب عليه أن يطيع أميره فی الامور المباحة، فإن أمر الامير بفعل مباح، وجبت مباشرته وإن نهی عن أمر مباح حرم ارتكابه...ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الامام فيما ليس بمعصية واجبة. قال ابن عابدين فی باب الاستسقاء من رد المحتار (1:792) "إذا أمر الامام بالصيام فی غير الايام المنهية وجب، لما قدمناه فی باب العيدين من أن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية واجبة"... ولكن هذه الطاعة كما انها مشروطة بكون أمر الحاكم غير معصية، فانها مشروطة أيضا بكون الامر صادرا عن مصلحة لا عن هوى أو ظلم، لأن الحاكم لا يطاع لذاته، وانما يطاع من حيث أنه متول لمصالح العامة.

(14) كذا فی حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (ج:3، ص:82، ط: دار الفكر)

وقد أيده أيضا العلامة الشرنبلالی فی رسالة سماها كشف المعضل فيمن عضل بأنه ذكر فی أنفع الوسائل عن المنتقى إذا كان للصغيرة أب امتنع عن تزويجها لا تنتقل الولاية إلى الجد بل يزوجها القاضی، ونقل مثله ابن الشحنة عن الغاية عن روضة الناطفی، و كذا المقدسی عن الغاية والنهر عن المحيط والفيض عن المنتقى، وأشار إليه الزيلعی حيث قال فی مسألة تزويج الأبعد بغيبة الأقرب

مریض کی اجازت
(Consent)

سوال نمبر4: اگر مریض حالتِ ہوش وحواس میں زبانی یا تحریری طور پر کسی شخص ،یا معالج، یا ادارہ کی انتظامیہ کو اجازت دے دے کہ یہ میری طرف سے میرے علاج معالجہ سے متعلق امور کے ذمہ دار ہیں، تو کیا ان کی اجازت سے اس مریض کا علاج کرنے کی اجازت ہو گی؟ بالخصوص جبکہ دورانِ علاج مریض اجازت کا اہل نہ رہے، مثلاً مریض بے ہوش ہو جائے۔

جواب: جی ہاں! سوال میں ذکر کردہ افراد کی اجازت سے مریض کا علاج کرنے کی اجازت ہو گی، بشرطیکہ مریض عاقل اور بالغ ہو، کیونکہ یہ وکالت ہے اور وکیل کو اپنے مؤکل کی جانب سے سپرد کئے گئے دائرہ اختیار میں فیصلہ کرنے کی اجازت ہوتی ہے، اور جس شخص یا ادارے کو مریض کی طرف سے وکیل مقرر کیا جائے گا، وہ مؤکل (مریض) کی جانب سے سپرد کردہ تمام امور یا ایسے ضروری کام (جیسے جان/عضو کی حفاظت کے لئے یا شدتِ مرض سے بچنے کے کام) جن کی مریض کی جانب سے دلالتاً اجازت ہوتی ہے، سرانجام دے سکتا ہے۔

سوال نمبر5: ایک صورت یہ بھی ہے کہ مریض نے صراحتاً کسی شخص کو اپنے علاج معالجہ سے متعلق امور کے لیے نگران نہیں بنایا، لیکن وہ مریض بالغ ہے اور اپنے ہوش وحواس میں ہے اور اس حالت میں کوئی شخص اس مریض کی تیمارداری اور دیکھ بھال کر رہا ہو اور مریض کی طرف سے اس پر کوئی ممانعت یا انکار نہ پایا گیا ہو، اگر آگے چل کر علاج معالجہ کے دوران مریض سے اجازت لینا ممکن نہ رہے، تو کیا ایسی صورت میں اس شخص کی تیمارداری اور دیکھ بھال کو علاج کے دیگر امور سے متعلق بھی اجازت کے قائم مقام سمجھا جائے گا؟ جیسا کہ اور بہت سے معاملات میں ضمناً اجازت معتبر مانی جاتی ہے یا ایسی صورت میں مریض کے شرعی ولی سے ہی رابطہ کرنا ضروری ہو گا؟

جواب: علاج معالجے سے متعلق معمول (Routine) کے کاموں میں تو اس شخص کی اجازت معتبر مانی جاسکتی ہے، یعنی مریض ہوش کی حالت میں جس طرح کے کام اس شخص سے کروایا کرتا تھا، ان کاموں میں مریض کی بیہوشی کی حالت میں اس شخص کی اجازت معتبر ہو گی، لیکن اگر کوئی غیر معمولی کام سرانجام دینے کی ضرورت پیش آئے، تو مریض کے اولیاء سے اجازت لینا ضروری ہو گا۔

سوال نمبر6: اگر مریض نے حالتِ ہوش وحواس میں کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر دیا ہو اور اس کے بعد مریض ذہنی طور پر معذور اور مجنون ہو جائے، تو اس صورت میں اس کی نیابت برقرار رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟ اور کیا معالج کے لئے اس کے مقرر کردہ نائب کی اجازت سے علاج کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟ یا مریض کے ولی کی اجازت ضروری ہو گی؟

جواب: وکیل یا مؤکل کے مجنون ہونے سے وکالت بالکلیہ ختم ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ اگر وہ ذہنی طور پر درست ہو جائے، تب بھی وکالت واپس نہیں لوٹے گی، اور وکیل کی وکالت ختم ہونے کے بعد ولی کو ولایت حاصل

Islamic Medical Learners Association

مریض کی اجازت
(Consent)

ہو گی (تفصیل اگلے پیرا گراف میں ملاحظہ فرمائیں)،البتہ جنون کی وجہ سے وکالت کے ختم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ جنونِ مطبق ہو جس کی کم سے کم مدت ایک مہینہ ہے،یعنی اگر کوئی شخص ایک ماہ تک مسلسل مجنون رہے،تو اس کی وکالت ختم ہو جاتی ہے،البتہ غیر معمولی حالات میں 24 گھنٹے سے زائد جنون کی صورت میں بھی وکالت ختم ہونے کا اعتبار کر کے،ولی کی ولایت کو ثابت مانا جاسکتا ہے،کیونکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک دن کے جنون سے وکالت ختم ہو جاتی ہے،اس لئے ضرورت کے مواقع پر اس کا اعتبار کرنے کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔واللہ اعلم

وکالت کے ختم ہونے کے بعد اس مریض کے نفس اور مال پر اس کے والد کی ولایت لوٹ آئے گی،والد کے علاوہ دوسرے اولیاء کی ولایت (والد نہ ہونے کی صورت میں) کے لئے حاکم یا اس کے مجاز ادارے سے قانون سازی مناسب معلوم ہوتی ہے،اس قانون سازی سے جن اولیاء کو منتخب کیا جائے گا،وہ اس کے ولی سمجھے جائیں گے، کیونکہ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق بالغ مجنون کے مال اور نفس پر صرف اس کے والد کی ولایت لوٹ آتی ہے۔

واضح رہے کہ اگرچہ بے ہوش ہونے سے وکالت ختم نہیں ہوتی، لیکن مسلسل بے ہوشی(جیسے قومہ وغیرہ) بھی جنون کی ایک قسم معلوم ہوتی ہے، جس میں عام حالات میں ایک ماہ اور ضرورت کے پیشِ نظر ایک دن بھی عقدِ وکالت کے ختم ہو جانے کا قول اختیار کیا جاسکتا ہے۔واللہ اعلم (15)

سوال نمبر 7: علاج معالجے میں آج کل مالی معاملات کا بہت عمل دخل ہے، لہٰذا ایسی صورت میں علاج معالجے سے متعلق اجازت ولایتِ مال میں داخل ہو گی، یا ولایتِ نفس میں یا دونوں پہلو کو مدِ نظر رکھا جائے گا؟

Islamic Medical Learners Association

---

(15) كذا في بدائع الصنائع.(ج:7،ص:394،ط:دار الكتب العلمية)
ولو أغمي عليه لا تبطل؛ لأن الإغماء لا يزيل العقل، ولهذا لم تبطل الوكالة بالإغماء

وكذا في البحر الرائق (ج:7،ص:189،ط:دار الكتاب الإسلامي)
وقيد بالمطبق لأن قليله بمنزلة الإغماء وحده شهر عند أبي يوسف اعتبارا بما يسقط به الصوم وعنه أكثر من يوم وليلة لسقوط الصلوات الخمس فصار كالميت

وكذا في منحة الخالق لابن عابدين (حاشية البحر الرائق) (ج:7،ص:189،ط:دار الكتاب الإسلامي)

مریض کی اجازت
(Consent)

جواب: دونوں پہلو مد نظر رکھے جائیں گے، مرضِ اضطراری، ہلاکتِ عضو یااندیشۂ شدتِ مرض میں تو مریض کی طرف سے مال خرچ کرنے کی دلالتاً اجازت ہوتی ہے اور اگر مریض چھوٹا بچہ یا مجنون ہے، توان صورتوں میں علاج چونکہ بلاشبہ ان کی مصلحت کے موافق ہے،اس لئے انہی کا مال ان پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر8: اگر شوہر موجود ہو، تو کیا وہ دیگر اولیاء پر مقدم ہو گا بالخصوص جبکہ اختلاف ہو جائے، مثلاً عورت کے باپ کا موقف الگ ہو اور شوہر کا موقف الگ یا شوہر بیوی کے پیسہ کو علاج پر خرچ نہیں کرنا چاہتا، جبکہ باپ خرچ کرنا چاہتا ہے، تو ایسی صورت میں کس کی رائے معتبر ہو گی؟

جواب: اگر بیوی ہوش میں ہو، تو اسی سے پوچھ کر فیصلہ کیا جائے، اور اگر مجنون ہو یا عاقل ہو لیکن ہوش میں نہ ہو، تو صرف اور صرف باپ کی ولایت واپس لوٹ آتی ہے، اس لئے میاں بیوی کے باہمی تعلق و محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ شوہر کی بات معتبر ہو، لیکن اصولِ ولایت کے اعتبار سے باپ کا درجہ اعلیٰ ہے، اس لئے اختلافِ رائے کے وقت اصولی لحاظ سے باپ کی بات معتبر ہو گی۔ واللہ اعلم (16)

سوال نمبر9: اگر معالج اپنی دیانت اور امانت داری کو مد نظر رکھتے ہوئے مریض کے حق میں کسی علاج کو بہتر سمجھتا ہو، لیکن مریض کا ولی اسے ایسا کرنے کی اجازت نہ دے رہا ہو، تو کیا ایسی صورت میں معالج کے لیے اس مریض کے ولی کی مرضی کے برخلاف اس مریض کا علاج کرنا جائز ہے یا نہیں؟

Islamic Medical Learners Association

(قوله وهو الصحيح كما ذكره الشارح) لكن في الشرنبلالية عن المضمرات مقدر بشهر وبه يفتى و كذا في القهستاني والباقاني وجعله قاضي خان في فصل فيما يقضى بالمجتهدات قول أبي حنيفة وأن عليه الفتوى فليحفظ كذا في الدر المختار

(16) و كذا في فتاوى قاضيخان (ج:1،ص:176)
وإذا بلغ عاقلا ثم جن أو صار معتوها هل تعود ولاية الأب في المال والنفس اختلفوا فيه قال أبو بكر البلخي رحمه الله تعالى لا تعود في قول أبي يوسف رحمه الله تعالى وتكون الولاية للسلطان وقال محمد رحمه الله تعالى تعود ولاية الأب في المال والنفس استحسانا وقال محمد بن إبراهيم الميداني رحمه الله تعالى عندنا تعود ولاية الأب وعلى قول زفر رحمه الله تعالى تثبت الولاية للسلطان وأما إذا جن الأب أو صار معتوها هل يكون للابن ولاية التصرف في ماله ونفسه فهو على الاختلاف الذي ذكرنا في الابن

مریض کی اجازت
(Consent)

جواب: اوپر گزر چکا ہے کہ حفظِ جان سے متعلق شریعت کے عمومی قواعد سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ معالج کے لئے ایسا کرنا اس وقت جائز ہوگا کہ جب علاج نہ کروانا صراحتاً خودکشی کے زمرے میں آتا ہو، جیسے رگ کٹی ہو اور مسلسل خون بہہ رہا ہو وغیرہ،اس کے علاوہ علاج معالجہ چونکہ مستحب یا مسنون ہے،اس لئے مریض یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر ایسا کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

سوال نمبر 10: موجودہ زمانہ کے رہن سہن اور رواج کے مطابق بہت سے رشتے ایسے ہیں، جن کو شریعت نے ولی کا درجہ نہیں دیا، لیکن وہ مریض پر شفقت اور اس کی دیکھ بھال میں اس کے شرعی اولیاء سے بڑھ کر ہوتے ہیں، جیسے: ماں اور بیوی، تو کیا علاج معالجہ کے لئے بچہ کے حق میں ماں اور شوہر کے حق میں بیوی کی اجازت معتبر ہوگی یا نہیں؟ اور کیا ایک ماں کو اپنے بچہ کے شرعی ولی کی مرضی کے خلاف علاج معالجہ سے متعلق فیصلہ لینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح بیوی کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہر کے علاج معالجہ کے لیے اس کے اولیاء کی مرضی کے خلاف فیصلہ لے سکے؟

جواب: جب تک مریض بالغ اور ہوش میں ہے تو فیصلے کا اختیار اسی کو ہے، اگر عاقل بالغ مسلسل بے ہوش یا مجنون ہو جائے، تو ولایت باپ، قاضی یا اس کے مجاز کو حاصل ہوگی، لیکن اگر مریض بچہ ہے، تو اس کی ولایت کے مراتب کا جواب سوالات وجوابات سے پہلے ذکر کردہ عنوان "علاج معالجے کی ولایت کس کو حاصل ہے؟" میں گزر چکا ہے، اور اگر میاں بیوی (بشرطیکہ مریض خود مجنون یا مسلسل بے ہوش ہو) کا باہمی مسئلہ ہے تو اس کا جواب اوپر سوال نمبر 8 کے جواب میں گزر چکا ہے۔

سوال نمبر 11: بعض مرتبہ مریض کے اولیاء میں اختلاف ہو جاتا ہے، تو ایسی صورت میں کیا ولایت کے قاعدہ کے مطابق قریب ترین ولی کو فیصلہ کا ختیار ہوگا، جیسے: ماں اور باپ میں اختلاف کی صورت میں، اور بیوی اور باپ میں اختلاف کی صورت میں، اور شوہر، باپ، بیٹے، میں اختلاف کی صورت میں کس کی بات مانی جائے گی؟

جواب: ایسے معاملات میں اوّل تو معالج کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اولیاء کو مکمل اطلاع دے کر کسی ایک بات پر متفق کرے، لیکن اگر اتفاق نہ ہو سکے، تو ہر قسم کے مریض کے اولیاء کی ترتیب اوپر مختلف سوالات کے جواب میں گزر چکی ہے، اسی ترتیب سے اولیاء کو ولایت حاصل ہوگی، یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ آخر کار ولایت قاضی یا اس کے مجاز ادارے / شخص کو حاصل ہوتی ہی ہے، اس لئے اس سلسلے میں مستقل بنیادوں پر مجاز ملکی اداروں سے قانون سازی کروالینا انتہائی مفید معلوم ہوتا ہے۔

(مستفاد از: فتویٰ دار الافتاء جامعۃ الرشید، کراچی، فتویٰ نمبر: 7338/40)

Islamic Medical Learners Association